طاہرہ اقبال کے افسانوں میں عورت کا تصور

سارہ مجید

Abstract

Tahira Iqbal is the representative fictionist of the current era. The basic subject of her fiction is "woman". Most of her fiction has been created on the basis of woman's character. In her fiction, woman is sometimes shown as a weak entity, sometimes a strong personality and sometimes, she suffers from the anguish of inaccessibility. She has given a true and enriched reflection of woman's feeling and emotions.

اردو افسانہ ایک صدی سے زیادہ کا سفر طے کر چکا ہے۔ چنانچہ اس عرصے میں اردو کی ادبی روایت میں افسانے نے نہ صرف خود کو ایک صنف کے طور پر مستحکم اور مضبوط کیا بلکہ چند ہی برسوں میں اس نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ بیسویں صدی کی کسی بھی تخلیقی نثر کا وجود افسانے کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں رہا۔ اس دوران میں اردو افسانے کے میدان میں عصرِ حاضر کے مسائل اور انسان کی شکست خوردگی کے ساتھ طبقۂ نسواں کے مسائل کو خصوصی جگہ دی گئی۔ طبقۂ نسواں کے مسائل کو منفرد انداز میں بیان کرنے والی خواتین افسانہ نگاروں میں رشید جہاں، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، خالدہ حسین، جیلانی بانو، واجدہ تبسم، پروین عاطف، نیلوفر اقبال، فرخندہ لودھی، بانو قدسیہ، نیلم احمد بشیر، الطاف فاطمہ، زاہدہ حنا، سلمیٰ اعوان اور طاہرہ اقبال کے نام بہت اہم ہیں۔ جدید خواتین افسانہ نگاروں میں طاہرہ اقبال نمایاں مقام کی حامل ہیں۔

طاہرہ اقبال کے افسانوں کا اہم اور نمایاں موضوع عورت کی خوشیاں، غم، محبتیں، محرومیاں، امیدیں اور الجھنیں ہیں۔ جنہیں انہوں نے اپنے منفرد انداز میں بیان کیا ہے۔ بقول عمیر منظر:

> "طاہرہ اقبال کے افسانے پڑھتے ہوئے انسانی معاشرے کے مقدس رشتوں کی ابدیت اور اس کے کمزور ہوتے ناتے بار بار سامنے آتے ہیں۔ عورت کی کمزوری طاہرہ اقبال کی بھی کمزوری ہے۔ مگر

اس کی کمزوری کو انہوں نے جس طرح پیش کیا ہے اس میں نہ تو جانب داری ہے اور نہ کسی چیخ پکار کی گنجائش بلکہ یہ تو زندگی کے جبر اور سنگ دلی کا ایک تخلیقی اظہار ہے"۔ (۱)

طاہرہ اقبال کے افسانوں میں بالعموم مرکزی کردار عورت کا ہی ہے۔انہوں نے اپنی کہانیوں میں ملکانیوں، جاگیر دارنیوں سے لے کر معمولی اور نچلے طبقے کی نوکرانیوں کی زندگی کو کمال ہنر مندی سے پیش کیا ہے۔ان کے افسانوں میں عورت اپنے ہر روپ میں اجاگر ہوئی ہے۔ طاہرہ اقبال کسان، خانہ بدوش اور لاوارث عورتوں کے مسائل کو بھی موضوع بناتی ہیں۔ طاہرہ اقبال کے ہاں جہاں اپنے خاندانی رعب و دبدبے اور نام نہاد وقار کے ساتھ ملکانیاں موجود ہیں تو وہاں نچلے طبقے کی گوری (گندا کیڑا)، رانی (حسن کی دیوی)، امیرو (امیر زادی) اور گلابو (گلابوں والا ڈیرہ) جیسی نوکرانیاں بھی اپنی مجبوریوں سمیت دکھائی دیتی ہیں۔ وہ اپنے افسانوں میں ظالم اور روایتی ساس مائی جنت (تپسیا)، جیا کی مامی (گھم گھم مدھانی) اور جیا (گھم گھم مدھانی) کی بھی عکاسی کرتی ہیں۔ جہاں ان کے ہاں روایتی ساسوں کے منہ سے نکلنے والی گالیاں سنائی دیتی ہیں وہیں انہوں نے بہوؤں زینب (تپسیا)، جیا (گھم گھم مدھانی) کی آہوں اور سسکیوں کو بھی سنایا ہے۔ وہ جنسی جذبات کی یورش کے سامنے بے بس خود کو مرد کی جھولی میں گرانے والی گلزاری (وچولن)، ریشماں (پردہ دار حویلی)، نومی (اسیر ن ذات) کو بھی موضوع بناتی ہیں اور باوفا، باکردار پٹھانی (پٹھانی)، راجن (جوڑا گھوڑا)، زینب (تپسیا)، مائی جنت (تپسیا)، ثریا بیگم (شب خون)، ملک گام کی بیوی (ریخت)، مہ وش (پس منظر) کے کردار کو بھی بیان کرتی ہیں۔ وہ ممتا سے بھرپور ماں صوباں (ماں ڈائن)، بو بو (دیسوں میں)، عارف کی ماں (ماں بیٹا اور ۔۔۔۔۔۔۔) نیاز کی ماں (اوکاں والا سکول)، سکینہ (گنجی بار)، دولی کی ماں (بوڑھی کنگا)، سوہنی کی ماں (سوہنی)، رحیم دار کی ماں (آپے رانجھا ہوئی)، نذیراں (عزت) اور مائی جنت (تپسیا) کو پیش کرنے کے ساتھ خاوند کی موت کے بعد اپنے چاہنے والے کے ساتھ بھاگنے والی دتو اور کینی کی خود غرض اور ظالم ماں (گنجی بار)، لولہا کی ماں (چرواہا)، ثریا بیگم (شب خون) کو بھی منظر عام پر لاتی ہیں۔ گویا عورت اپنے وجود کی تمام تر رنگا رنگی، خوبصورتی اور تنوع کے ساتھ ان کے افسانوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ خالقِ حقیقی نے اسے جذبات پر قابو پانے کا جو حوصلہ عطا کیا ہے طاہرہ اقبال کے افسانوں کی عورت اُس وصف سے متصف ہے۔

طاہرہ اقبال نے نہ صرف عورتوں کے جذبات ، احساسات، حسرتوں، محرومیوں، امیدوں، خواہشوں اور ان کے ساتھ ہونے والے ظلم و جبر اور ناانصافیوں کی کہانی رقم کی ہے بلکہ انہوں نے سماجی و معاشرتی حوالے سے عورت کے تصور کو بھی خوب اجاگر کیا۔اس سلسلے میں محمد حمید شاہد رقمطراز ہیں۔

"طاہرہ اقبال کی کہانیوں کو پڑھتے ہوئے مجھے یوں لگا ہے جیسے وہ بھی عورت کے بھیدوں کو جاننے،
اسے سمجھنے اور اس کی بجھارت وجود کو بوجھنے کا صدق دل سے تہیہ کیے ہوئے ہیں" (۲)

طاہرہ اقبال کی عورت مردانہ حاکمیت کے معاشرے میں اپنی مظلوم جنس اور طبقے کی نمائندہ ہے۔طاہرہ اقبال اس کی مظلومیت کو اس کی مختلف حیثیتوں کے ذریعے زیر بحث لاتی ہیں۔یوں یہ عورت ماں، بیٹی، سہیلی، محبوبہ، بوڑھی، جوان، بیوہ، بے وفا، باکردار، ظالم، بے بس، گھریلو، آوارہ، شاطر، ملازمت پیشہ خاتون، مخلص وغیرہ جیسی ان گنت صورتوں میں سامنے آتی ہے۔ لیکن اپنے ہر روپ میں داخلی و خارجی تضادات کا شکار ہے۔طاہرہ اقبال ہر نسوانی کردار کے مختلف رویوں مثلاً محبت، معصومیت، قربانی، مامتا، دوستی، شرم وحیا، ہمدردی، ایثار، حسد، دشمنی، بے وفائی، رقابت، ظلم وغیرہ کو فوراً بھانپ کر سامنے لے آتی ہیں گویا وہ اپنے سماج کے نسوانی کرداروں کی حیثیتوں اور رویوں کا معاشرتی حوالوں سے مطالعہ کرتی ہیں۔ پھر انہی حوالوں سے انہیں ناقدانہ انداز میں اپنے افسانوں میں پیش کر کے مردانہ سماج کا بھی تجزیہ کرتی ہیں۔

طاہرہ اقبال نے جاگیردارانہ نظام کی چکی میں پستی عورت کی محرومیوں اور مجبوریوں کو بطور خاص موضوع بنایا ہے۔ جاگیرداری نظام کا حصہ ہونے کے باوجود وہ اس نظام کی برائیوں کو بہت جرأت مندی سے بیان کرتی ہیں۔انہوں نے اس تلخ حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ جاگیردار نظام کے مظالم کا شکار نہ صرف نچلے طبقے کی ملازمائیں بنتی ہیں بلکہ اس خاندان سے تعلق رکھنے والی عورتیں بھی جاگیردارانہ مظالم سے دوچار ہوتی ہیں جن سے وہ نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہیں ان پر اس قدر مظالم ڈھائے جاتے ہیں کہ وہ موت کو گلے لگا لیتی ہیں۔

"دونوں ادھیڑ عمر عورتیں ایک دوسری کو ناخنوں سے نوچ رہی تھیں اور ہذیان بک رہی
تھیں اور معمر عورت منہ پر پلو ڈالے مبہم الفاظ میں بین کر رہی تھی" (۳)

جہاں انہوں نے جاگیر دارانہ نظام کے ہاتھوں استحصال کا شکار عورت کو پیش کیا وہاں انہوں نے بے جوڑ اور وٹہ سٹہ کی شادیوں کی زد میں آنے والی عورتوں کی مجبوریوں کو بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے عورتوں کے معاشرتی مسائل کو اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے اور فرسودہ روایات، معاشرتی تضادات اور جبر و استحصال پر کاری ضرب لگائی ہے۔

انہوں نے جہاں عورتوں کے معاشرتی مسائل کو بیان کیا ہے وہاں وہ ان کی جنسی و نفسیاتی گرہیں بھی کھولتی ہیں۔ طاہرہ اقبال کے ہاں عورت جنسی جذبے کو ایک فطری جبلت سمجھتی ہے۔ اس ضمن میں ان کے افسانے "ناگفتنی" اور "میں زندہ ہوں" قابل ذکر ہیں۔ ان کے ہاں ایسی عورتیں بھی ہیں جو نہ صرف اپنی جنسی تشنگی کو سیراب کرتی ہیں بلکہ اپنی جنسی بھوک مٹانے کے لیے مختلف حربے بھی اختیار کرنا جانتی ہیں۔ "پکھی" کی معصومہ، "وچولن" کی گلزاری، "اسیر ن ذات" کی نومی ایسی ہی عورتیں ہیں جو اپنی جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے آخری حد سے گزرنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔

> "راجہ جی ! میں باہنہ پھڑائی کا سو روپیہ لیتی ہوں لے چھوڑی میں نے تیری باہنہ اور تھوک دیا تجھ غلاظت کی ڈھیری پر تھو تھو۔۔۔۔۔۔۔ پر راجہ جی ! باہنہ پھڑ کے چھوڑنے کا تو میں دو سو لیتی ہوں اور چوڑیوں کا نقصان وکھرا اور پھر یہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے اپنے ابھرے پھولے گال میں انگلی چبھوئی۔" (۴)

طاہرہ اقبال نے اپنی کہانیوں میں مظلوم، بے بس اور لاوارث عورتوں کو بھی پیش کیا ہے۔ گنجی بار کی کینی اور کارنامہ کی سیاں اس کی عمدہ مثال ہے۔ ان کے ہاں گھریلو ملازماؤں کی حقیقی زندگی کی بھی عمدہ عکاسی ملتی ہے۔ انہوں نے ورکنگ وومن کو بھی اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔

انہوں نے عورتوں کا وہ تصور پیش کیا ہے جو ہمارے معاشرے میں ہر طرف موجود ہے۔ یہ عورت کبھی تو خاموشی سے اپنے حصے کا دکھ برداشت کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے اور کبھی شدت سے مزاحمت بھی کرتی ہے بھلے اس کوشش میں اس کی روح زخموں سے چور ہو جائے اگرچہ وہ ہار تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتی تاہم یہ عورتیں ہمارے معاشرے کا جاندار حصہ ہوتے ہوئے بھی اپنی داستان غم نہ کہہ سکیں اور نہ کبھی ہمیں احساس ہوا اسی لیے یونس جاوید ریختہ کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ :

"اس دنیا میں کتنی ہی عورتیں کمال کی کہانیاں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ سنی گئیں نہ سنائی گئیں نہ
کسی نے پڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ لکھا، یہ کام طاہرہ اقبال سرانجام دے رہی ہیں"۔ (۵)

یہ حقیقت ہے کہ طاہرہ اقبال نے پاکستان کی عورت کو سماجی، سیاسی شعور کے حوالے سے ایک بڑے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اس حوالے سے وہ قومی، نسلی یا مذہبی خیالات سے مدد لینے کی بجائے محض سیاسی، سماجی ڈھانچے کی بنیاد پر عورت اور مرد کے تعلقات کو بیان کرتی ہیں بلکہ اس کو احتجاج کی راہ بھی دکھاتی ہے۔ عورتوں کے حقوق، ان کی شخصیت، ان کے سماجی مقام اور ان کی آزادی کے لیے جس طرح طاہرہ اقبال نے آواز بلند کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ عورتوں کی آزادی اور حقوق کی بحالی کے سلسلے میں وہ اردو ادب میں ایک بڑی توانا آواز ہیں۔

مجموعی طور پر ان کے نسوانی کردار اردو ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں۔ ایک عورت ہونے کے ناطے جس طرح انہوں نے عورت کو موضوع بنایا، عورت کے مسائل کی ترجمانی کی اور عورت کے جیسے کردار تخلیق کیے وہ ایک عورت ہی کر سکتی ہے۔ معاشرے کے ہر طبقے کی عورت ان کے افسانوں میں دکھائی دیتی ہے۔ ان کے افسانوں کی عورت مرد کی منشا کے مطابق اپنی خواہشات کو ترتیب دینے کی بجائے ذاتی شناخت کو کھوجتی دکھائی دیتی ہے۔ وہ متعین اقدار سے سمجھوتہ کرنے کی بجائے منفی امتیاز کے نتیجے میں مرتب کی گئی اقدار کے خلاف مزاحمت بھی کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عمیر منظر، ڈاکٹر، طاہرہ اقبال کے منتخب افسانے (نئی دہلی: نور پرنٹنگ ایجنسی، ۲۰۱۲)، ص ۷۔

۲۔ محمد حمید شاہد، "دیباچہ"، سنگ بستہ، طاہرہ اقبال (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، بارِ اول، ۱۹۹۹)، ص ۸۔

۳۔ طاہرہ اقبال، "شب خون"، مشمولہ، سنگ بستہ، ص ۲۰۔

۴۔ طاہرہ اقبال، "وچولن"، مشمولہ، ریخت (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰)، ص ۱۴۹۔

۵۔ یونس جاوید، "گل و گلزار جھاڑی کی بات"، مشمولہ، ریخت، ص ۲۰۔